

حضرات نے جو کوششیں کی ہیں اور تجاویز پیش کی ہیں، ان سے استفادہ کیا جائے اور باہمی مسلکی اختلافات کے بارے میں مل بیٹھ کر باہمی اتفاق رائے سے ہر مسئلہ میں قدر مشترک طے کر کے اس کا اعلان کیا جائے۔ مفتی صاحب کا کہنا تھا کہ ہماری طرف سے دیوبندی حضرات کو گستاخ رسولؐ کہا جاتا ہے اور دیوبندی علماء ہم بریلویوں کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔ اگر ہم مل کر متفقہ طور پر (۱) شرک (۲) بدعت اور (۳) گستاخ کی کوئی تعریف طے کر لیں اور کسی بھی طرف سے اس متفقہ تعریف کے خلاف کی جانے والی باتوں سے رجوع کا اہتمام کر لیا جائے تو یہ مسائل حل ہو سکتے ہیں، اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ دونوں طرف کے بنجید اہل علم مل بیٹھ کر اس کی کوئی صورت نکالیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم امت کی اجتماعی ضروریات کا احساس رکھتے ہیں اور ہمارے اختلافات امت میں اجتماعی دینی جدوجہد میں جس طرح رکاوٹ بنے ہوئے ہیں وہ بھی ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن اس کے لیے مسلکی اختلافات کی موجودہ شدت اور نوعیت کو کم کرنا ضروری ہے اور اسی لیے وہ یہ تجویز پیش کر رہے ہیں۔

میں نے ان سے عرض کیا کہ ان کی اس تجویز پر غور کیا جاسکتا ہے اور اس کو آگے بڑھانے کے لیے باہمی ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے۔ مگر میرے خیال میں اس سے پہلے اس کا ماحول بنانا ضروری ہے اور میری تجویز یہ ہے کہ چند اختلافی مسائل سے ہٹ کر جو متفقہ امور و مسائل ہیں ان کے بارے میں مشترکہ جدوجہد کی جائے۔ مثلاً جس طرح ہم تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے لیے اکٹھے ہو جاتے ہیں اسی طرح سودی نظام کے خاتمہ اور نظام شریعت کے نفاذ کی جدوجہد کے لیے مستقل متحدہ محاذ قائم کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ آپس کی ملاقاتوں اور رابطوں کو بڑھائیں۔ اس لیے کہ باہمی ملاقاتوں، تبادلہ خیالات اور افہام و تفہیم کے ذریعہ بہت سے مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ اسی طرح اختلافی مسائل کو بلا ضرورت نہ بیان کیا جائے اور جہاں بیان کرنے کی ضرورت محسوس ہو وہاں ان کا اظہار دلیل اور سلیقہ کے ساتھ ہو۔ اس طرح ایک ایسا ماحول قائم ہوگا جس میں ہم تنازعہ مسائل پر باہمی بحث و مباحثہ اور کوئی قدر مشترک طے کرنے کی طرف بھی پیش قدمی کر سکیں گے۔

ہم دونوں نے اپنی اپنی تجاویز پیش کر کے اس بات پر اتفاق کیا کہ وقتاً فوقتاً ہم ملتے رہیں گے اور اس سوچ اور فکر کو آگے بڑھانے کے راستے تلاش کرتے رہیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کی رحلت

جامعہ حمادیہ کراچی کے حضرت مولانا عبد الواحدؒ کی جدائی کا غم ابھی تازہ تھا کہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ بھی داغ مفارقت دے گئے، ان اللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت شاہ صاحب ملک کے ان بزرگ اور مجاہد علماء کرام میں سے تھے جنہوں نے نہ صرف تعلیم و تدریس کی مسند کو آباد کیا بلکہ زندگی بھر نفاذ شریعت کی جدوجہد اور اسلامی اقدار و روایات کے تحفظ کی محنت میں مصروف رہے۔ وہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحقؒ کے نامور تلامذہ میں سے تھے اور انہی کی مسند پر بیٹھ کر ایک عرصہ تک حدیث شریف کا درس دیتے رہے جس سے

_____ ماہنامہ الشریعہ (۳) دسمبر ۲۰۱۵ _____

پاکستان، افغانستان اور اردگرد کے دیگر ممالک کے ہزاروں علماء کرام نے فیض حاصل کیا۔ وہ حدیث میں اپنے شیخ حضرت مولانا عبدالحقؒ کے علوم کے وارث و ترجمان، جبکہ تفسیر قرآن میں ایک اور عظیم المرتبت شیخ حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ درخوئیؒ کے فیوض کے امین تھے۔ اس لیے بخاری شریف کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے ترجمہ و تفسیر کے دورہ کی روایت بھی انہوں نے ہمیشہ قائم رکھی۔ انہوں نے مدینہ منورہ میں ممتاز عرب اساتذہ سے استفادہ کیا اور امام التالبعین حضرت حسن بصریؒ کے تفسیری فیوضات پر گراں قدر مقالہ لکھ کر مدینہ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی سند حاصل کی۔ وہ بیک وقت اکوڑہ خٹک، شیرانوالہ لاہور، اور مدینہ یونیورسٹی کی متنوع علمی روایات کے جامع تھے اور دینی صلابت کے ساتھ ساتھ توسع اور علمی رواداری کا عملی نمونہ بھی تھے۔

ایک بات میں پہلے بھی کئی بار لکھ چکا ہوں کہ روسی استعمار کے خلاف افغان جہاد کو علمی و فکری آب یاری کا ماحول اکوڑہ خٹک کی برکت سے میسر آیا اور وہی افغان مجاہدین اور ان کے بعد افغان طالبان کی جدوجہد میں پختگی اور سنجیدگی کا باعث بنا۔ اس سنجیدگی اور پختہ فکری کی قدر و قیمت عالم اسلام کے مختلف حصوں میں نفاذ شریعت کی متعدد تحریکات میں افراط و تفریط کا مشاہدہ کرتے ہوئے صحیح طور پر محسوس ہوتی ہے۔ اور اس پر حضرت مولانا عبدالحقؒ کی علمی عظمت، دینی حمیت اور فکری صلابت کے آگے سر نیاز ہے ساختہ خم ہو جاتا ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ کے اس علمی ورثہ کو سینے کے ساتھ لگانے والے چند گنے پنے افراد میں حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نمایاں مقام رکھتے ہیں، جبکہ مولانا سمیع الحقؒ اور مولانا انوار الحقؒ کے ساتھ ان کی زندگی بھر کی رفاقت اپنے شیخ کے خاندان کے ساتھ ان کی بے لوث وفاداری کی علامت ہے۔

تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے میں اکثر یہ عرض کیا کرتا ہوں کہ مستقبل کا کوئی بھی غیر جانبدار مورخ جب گزشتہ صدی کے دوران جہاد کے احیاء، خاص طور پر جہاد افغانستان کے پس منظر و نتائج اور دنیا بھر میں اس کے مثبت اور منفی اثرات کا تجزیہ کرے گا تو وہ اس کے علمی و فکری محاذ پر حضرت مولانا عبدالحقؒ، حضرت مولانا محمد عبداللہ درخوئیؒ، اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ کی خدمات اور کردار کو نظر انداز نہیں کر سکے گا۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ اسی صف بندی کی سیکنڈ لائن کے بزرگ تھے اور ان کی ساری زندگی اسی محور کے گرد گھومتی نظر آتی ہے۔

وہ علماء اور مجاہدین کے صرف استاذ نہیں تھے بلکہ مربی اور پشت پناہ بھی تھے اور صحیح کاموں پر حوصلہ افزائی کے ساتھ غلط کاموں پر ٹوکنے کا ذوق اور معمول بھی رکھتے تھے۔ راقم الحروف کو ان سے نیاز مندی کا شرف حاصل رہا ہے۔ جامعہ نصرۃ العلوم میں متعدد بار تشریف لائے، حضرات شیخینؒ کے ساتھ گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے جس کی برکات سے ہم بھی مستفید ہوتے رہے۔ مختلف تحریکات اور اجلاسوں میں ان کے ساتھ رفاقت رہی اور بہت سے معاملات میں مشاورت کا تعلق بھی رہا۔ اب وہ نہیں ہیں تو آنکھوں کے سامنے خلا غلا سا محسوس ہو رہا ہے۔ اس غم میں ان کے خاندان کے علاوہ مولانا سمیع الحقؒ دارالعلوم حقانیہ کے اساتذہ و طلبہ اور حضرت مرحوم کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مستفیدین کے ساتھ شریک ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات جنت میں بلند سے بلند ترفرائیں، آمین یا رب العالمین۔

_____ ماہنامہ الشریعہ (۴) دسمبر ۲۰۱۵ _____